حسبِ خواہش:

حضرت علامہ مولانا ابو نجفی سید ظفر مجیب جعفری مداری

ولی عہد خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف

مستند دلائل سے لبریز ایک چشم کشا اور دل فریب تحریر

بابا گرو نانک
اور
سلسلۂ مداریہ

تحقیق و ترتیب

محمد ہاشم علی المصباحی

ناشر

شاہِ بسطام تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف، میانوالی، پاکستان

Downloaded Pdf From Www.MadaariMedia.Com

دم مدار
بیڑا پار
MADAARI MEDIA
The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جائیے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

مستند دلائل سے لبریز ایک چشم کشا اور دلفریب تحریر

باباگرونانک

اور

سلسلۂ مداریہ

تحقیق وترتیب:

محمد ہاشم علی بدیعی مصباحی

تشہیر کردہ:

انجمن غلامان نشاریہ مداریہ کمیٹی لالو والا مرادآباد

باباگرونانک اور سلسلۂ مداریہ
ایک چشم کشا تحریر

از مفتی محمد ہاشم بدیعی مصباحی مرادآبادی

پھر اٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اک مرد کامل نے جگایا خواب سے
(اقبال)

آج سے پانچ چھ سال قبل جب فقیر گوبندہ پور بریلی میں زیر تعلیم تھا، تو میرے ایک عزیز علم دوست نے سکھ ازم کے گرو اور بانی کی حیثیت سے متعارف بابانانک کے بابت ایک ایسی حقیقت واشگاف کی، جو میرے علم میں اضافہ کا معیار رکھتی تھی، وہ یہ کہ بابانانک مسلمان تھے اور وقت آخر میں ان کی تدفین کے وقت دو گروہ کا اختلاف کیوں ہوا، یہ سن کر ایک تحقیقی امنگ بیدار ہوئی، اور تعلیمی سرگرمیاں اس کے اتمام و تکمیل میں حاجز بنیں، ابھی ماضی قریب میں ایک صوفی بزرگ حضرت ابوالخیر نولکھ ہزاری قدس سرہ کی وائیوگرافی کے مطالعے کے دوران باباگرونانک کا ذکر چشم دید ہوا، اور ذکر بھی اس قدر خوب کہ جامۂ تحریر سے تشنہ نہ رہ سکا، اور اس طرح سابق خواب شرمندۂ تعبیر بنا۔ و ما توفیقی الا باللہ.

تصوف آشنا اور ہر زیرک فرد بخوبی جانتا ہے کہ ہند میں دور تصوف بھانت بھانت کی بت پرستیوں اور کفر سازیوں سے لبریز دور تھا، جس میں واحد حقیقی کا کوئی تصور اس وقت موجود نہیں تھا، ایسے پر خطر خطے میں علماے شریعت کی ضرورت نہیں تھی، ابن حجر، ذہبی، عینی وغیرہ اس عہد میں موجود تھے، مگر حضرت ایزدی نے انھیں بھی ہند کے لیے منتخب نہیں فرمایا، وقت کا تقاضا تھا کہ ایسے افراد کو ہدف نشاں بنا کر بھیجا جائے، جو انھی میں رہ کر فروغ اسلام میں فلاح و بہبود حاصل کر سکیں، تاجدار حلب سیاح عالم حضرت سید احمد بدیع الدین قطب المدار مکن پوری افاض اللہ علینا من فیوضہ و برکاتہ ان مہتم بالشان اور اولو العزم ہستیوں میں سے ہیں، جنھیں ایسے ماحول کی سازگاری کے لیے منتخب کیا گیا، اور آپ نے طویل زندگی گزار کر اپنے مابعد کو ایک کرداری پلیٹ فارم سینچ کر دیا۔

صوفیا اپنے بیشتر اوقات غیر مسلم جہلا میں صرف کرتے تھے، اس پر حضرت شاہ مجا قلندر لاہر پوری قدس سرہ [۱۰۲۱ھ / ۱۰۸۴ھ] حضرت قطب المدار کو مثالی نمونہ بنا کر پیش کرتے ہیں:

> ”در بیان اکساب جوگیان کہ جوگیان کاسب بطریق مذکور اند یعنی طریقے کہ دراں رسالہ مبین شدہ است، بعضے صوفیہ ہم در طریق مذکور خود را محو کردہ آمد چنانچہ قطب المدار غوث الدہر حضرت شاہ مدار قدس سرہ اینجا است“
>
> ترجمہ: جوگیوں کے کسب واستفادہ کے بیان میں کہ جوگی طریق مذکور پر کسب کرتے ہیں، جسے اس رسالے میں واضح کر دیا گیا ہے، بعضے صوفیا طریق مذکور میں خود کو محو کرتے ہوئے آئے اور جوگیوں کے کسب پر بہت زور دیا جیسا کہ قطب المدار غوث الدہر حضرت شاہ مدار

قدس سرہ اس پر تھے۔[1]

اسی طرح بارہویں صدی کی کتاب مناقب اولیا میں ہے:

"بصحبت فقرا و جوگیان افتاد"[2]

صوفیا کے تذکرہ جات میں ورق گردانی سے ایسے واقعات بھی باصرہ نواز ہوتے ہیں کہ انھوں نے بت کدوں میں بیٹھ کر اپنی مذہبی ساخت بدل کے اسلام کی تبلیغ فرمائی، مثلاً ابن بطوطہ [۷۰۳ھ / ۷۸۹ھ] کا یہ اقتباس ملاحظہ کریں:

"جزیرہ سنداپور سے چل کر ہم ایک چھوٹے سے جزیرے میں پہنچے، جو خشکی کے بالکل قریب تھا، وہاں گرجا گھر، باغ اور پانی کا ایک حوض تھا، یہاں ایک جوگی سے ملاوہ بت خانے کی دیوار سے تکیہ لگائے دو بتوں کے درمیان بیٹھا تھا، ریاضت اور مجاہدہ کے آثار چہرے سے عیاں تھے، ہم نے اس سے باتیں کیں تو جواب نہ دیا، ہم نے دیکھا کہ اس کے پاس کچھ کھانے کو ہے یا نہیں، تو کچھ نظر نہیں آیا، اسی وقت اس نے ایک چیخ ماری تو فوراً ایک ناریل درخت سے ٹوٹ کر آپڑا، وہ ناریل اس نے ہمیں دیا، ہمیں بہت تعجب ہوا، ہم نے دینار اور درہم دیے، اس نے نہ لیے پھر ہم نے اسے کھانے کی چیزیں دیں، وہ بھی نہ لیں، اس کے سامنے ایک چغہ اونٹ کی اون کا پڑا ہوا تھا، میں نے اٹھا کر دیکھا تو اس نے مجھے دے دیا، میرے ہاتھ میں زیلعہ کی بنی ہوئی ایک تسبیح تھی، اس نے اس کے دانے الٹ پلٹ کر دیکھے، میں نے اسے دے دی، اس نے ہاتھ میں لے کر سونگھا اور رکھ لیا، پھر آسمان کی طرف اشارہ کیا پھر قبلہ کی طرف اشارہ کیا، میرے ہمراہی کچھ نہ سمجھے

---

[1] انیس العاشقین، (قلمی) مخطوطہ ابوالکلام آزاد ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک راجستھان، سنہ کتابت ۱۲۹۱ھ

[2] مناقب اولیا (قلمی) مخطوطہ رضا لائبریری رام پور ۱۱۴۵ھ

کہ کیا کہتا ہے، میں سمجھ گیا کہ وہ مسلمان ہے، اسلام کو مخفی کیا ہوا ہے، جب ہم اس سے رخصت ہوئے تو میں نے اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا وہ مسکرایا اور ہمیں اشارہ کیا چلے جاؤ، ہم چل پڑے، میں سب سے پیچھے تھا، اس نے میرا کپڑا کھینچا، میں نے منھ موڑ کر دیکھا تو اس نے مجھے دس دینار دیے، جب ہم باہر آگئے تو میرے ہمراہیوں نے مجھ سے کہا کہ تیرا کپڑا پکڑ کر جوگی نے کیوں کھینچا تھا؟ میں نے کہا اس نے مجھے دس دینار دیے ہیں یہ تین دینار تو میں نے ظہیر الدین کو دیے اور تین سنبل کو اور بتایا کمبختو یہ تو مسلمان ہے کیوں کہ جب اس نے آسمان کی طرف انگلی کی تھی تو اس کی مراد تھی کہ میں خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں اور جب قبلہ کی طرف اشارہ کیا تھا تو مراد تھی کہ پیغمبر پر ایمان ہے، اس کا تسبیح کے لینا اس خیال کی تصدیق کرتا ہے، یہ سن کر وہ دونوں واپس گئے مگر جوگی ندارد"[1]

علاوہ ازیں صوفیا کے ملفوظات و مکتوبات اور ان کے حیات نامے اس طرح کے واقعات سے بھرے ہوئے ہیں، ابن بطوطہ نے بھی کئی مقامات پر صوفی کو جوگی سے تعبیر کیا ہے۔

سطور بالا سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ بابا گرونانک اسی صوفی روش کے پروردہ تھے، اور سابق صوفیا کے مانند یکجہتی کو ترجیح دیتے تھے، فقیر اور جوگیوں کی صحبت عزیز رکھتے تھے، اہل تصوف سے خوب لگاؤ تھا، یہ ایسی حقیقت ہے جو آپ کی حیات کے مختلف گوشوں کے لیے مابہ الامتیاز ہے اور آپ کی اسلامی زندگی پر خوب روشنی ڈالتی ہے کہ کیوں کر آپ کی ذات دو گروہ کے مابین محبوب رہی اور آپ کا اصل مذہب کیا تھا، چناں چہ ڈاکٹر تاراچند بابانانک کی صوفیا سے قربت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

[1] سفر نامہ ابن بطوطہ عجائب، حصہ دوم، ص:۱۸۳، بترجمہ و تشریح: رئیس احمد جعفری، ناشر نفیس اکیڈمی ۱۹۸۶ء

”نانک در سی سالگی خانہ و خدمت خود را ترک کرد و در سلک فقیران و اہل طلب در آمد و ہمرائی مردانہ و بھائی بالا سفر خود را آغاز کرد“[1]

ترجمہ: نانک تیس سال کی عمر میں گھر اور اپنا روزگار چھوڑ کر فقیر اور اہل طلب حضرات سے منسلک ہو گئے، پھر مردانہ اور بھائی بالا کی ہمراہی میں اپنے سفر کا آغاز کیا۔

دبستاں نویس محسن فانی جو ان کے قریب العہد ہیں، خود ان کی تصوف جاذبیت پر نظر ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

”نانک پنتھیا کہ معروف بگرو سکھانند بہ بت و بتخانہ اعتقاد ندارند، نانک از بیدیان ست و بیدی طائفہ اند از کھتریان در عہد حضرت فردوس مکانی ظہیر الدین بابر بادشاہ انار اللہ برہانہ اشتہار یافت و پیش از تسلط فردوس مکانی بر افاغنہ مودی دولتخانہ لودی بود، و مودی آنست کہ غلات بدست او باشد، درویشے بدو رسید، دل او را تصرف کرد و لاجرم نانک بدکان اور فتہ از غلات خود و دولتخانہ آنچہ در دکان و در خانہ داشت ہمہ را بتاراج داد و دست از تعلق زن و فرزند بر افشاند الخ...“[2]

ترجمہ: نانک پنتھی جو سکھوں کے گرو سے مشہور ہیں، بت اور بت خانوں پر اعتقاد نہیں رکھتے، نانک بیدی ہیں، جو کھتریوں کی ایک قوم ہے، حضرت فردوس مکانی ظہیر الدین بابر بادشاہ انار اللہ برہانہ کے زمانے میں شہرت پائی، وہ بابر بادشاہ کے تسلط سے قبل دولت خانہ لودی کے مودی تھے، مودی وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ میں غلے کا کام ہو، نانک کو ایک درویش ملا، جس کی تاثیر سے نانک نے دکان پر جا کر اپنا تمام غلہ

۱۔ نفوذ اسلام در ہند، ص:۱۶۷

۲۔ دبستان مذاہب، ص:۲۲۳، تعلیم دوم در عقائد مختلفہ اہل ہند، مطبع منشی نول کشور لکھنؤ ۱۸۸۱ء

جو دولت خانہ، گھر اور دکان میں موجود تھا لٹا دیا، اور زن و فرزند سے کنارہ کش ہو گئے۔

علاوہ ازیں خود آپ کی تصنیفات اور قلمی تحریرات خود اس پر شاہد ہیں کہ آپ در اصل اسلامی رنگ میں نہادہ تھے، البتہ وقت کے تقاضے کے پابند تھے، اس موضوع پر مزید بحث و کلام ترک کرتے ہوئے اب اصل موضوع کی طرف آتے ہیں، اس سے قبل دو صوفی بزرگوں کا مختصر تذکرہ ذیل میں تسطیر کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوالحسن عرف مٹھے مدار کنتوری قدس سرہ :

آپ خالص مداری الطریقہ بزرگ ہیں، حضرت قاضی محمود کنتوری کے بلند پایہ فرزند اور خلیفہ ارجمند ہیں، حضرت قاضی محمود کنتوری حضرت سید احمد بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ کے مشہور خلفا میں سے ہیں، ان کا ذکر لطائف اشرفی و دیگر کتب میں مسطور و مذکور ہے، تفصیلی احوال فقیر کی کتاب مصحف الانوار جلد دوم میں لکھے جائیں گے، حضرت مٹھے مدار صاحب کرامات اور محوط خلائق بزرگ تھے، ان کے قریب العصر لعل بدخشی متولد ۹۶۸ھ ثمرات القدس میں ان کے احوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "وے را ریاضات و مجاہدات عظیمہ بودہ چنانکہ در طاقے از عمارت افتادہ چہل سال بسر بردہ غیر از اوقات خمسہ از آنجا بیروں نمی آمد تا برفتہ از دنیا، می آرند کہ یکے از مریدان وی از برائے روزگار دنیوی بہ رخصت بہ جائے رفت در آنجا ازوی امرے کہ باعث کشتن وی گردیدہ، سر برزد در دیوارے ویرا برچیدند۔ اہل و عیال وے بعد از ہفت ماہ شنیدند کہ وے را چنین حادثہ ای روی نمودہ، پیش وے برفتند و قصہ وی باز گفتند۔ فرمود کہ وی بہ صحت و سلامت در آنجاست، شما

بروید ووی رابیارید، آنہا گفتند: مدت ہفت ماہ باشد کہ وی رادر دیواری برچیدہ اند از کجاوی راپوییم؟ فرمود شمارابہ ایں چہ کار، من باشمای گویم کہ وی بہ صحت و عافیت در آنجاست۔ آں جماعت از غایت اعتقاد بہ آں جار فتند و آں دیوار رابر کندند وی راچنانکہ بود یافتند از وی پرسیدند کہ احوال تو در ایں چنیں جای چگونہ بود؟ گفت شخصے نورانی ہر شام و بامداد نزد من آمدی و مراقوت لایموت دادی و برفتی، پس وی با آں جماعت از آنجا آمد و سر در قدم شیخ بنہاد و تاوقت مرگ از خدمت وی جدای نخواست"

ترجمہ: حضرت میاں میٹھے مدار قدس اللہ روحہ عظیم ریاضات و مجاہدات والے بزرگ تھے، چناں چہ عمارت (مسجد) کے ایک گوشے میں چالیس سال بسر کیے، سوائے نماز پنجگانہ کے وہاں سے باہر نہیں نکلے، یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے، منقول ہے کہ ان کا ایک مرید دنیوی روزگار کے لیے کسی جگہ گیا، وہاں اس کی طرف سے کوئی ایسا امر صادر ہوا جو موجب قتل تھا، پس اس کا سر ایک دیوار میں چنوا دیا گیا، اس کے اہل و عیال نے سات ماہ بعد سنا کہ اس کے ساتھ یہ حادثہ واقع ہوا ہے، وہ حضرت میٹھے مدار کے پاس گئے اور پورا واقعہ بتایا، حضرت نے فرمایا کہ وہ وہاں صحیح و سلامت ہے، تم جاؤ اور اسے لے آؤ، انھوں نے عرض کیا کہ اسے دیوار میں چنے ہوئے سات ماہ ہو گئے ہیں، ہم کہاں اسے پاسکیں گے، حضرت نے فرمایا، تمھیں اس سے کیا غرض؛ میں تم سے کہتا ہوں کہ وہ وہاں صحت و عافیت میں ہے، وہ لوگ عقیدت کے ساتھ میں وہاں گئے اور اس دیوار کو کھریدنے لگے، انھوں نے اسے جیسا تھا ویسا پایا، اس سے انھوں نے پوچھا کہ تیری

حالت یہاں کیسی تھی، اس نے بتایا کہ ایک نورانی بزرگ ہر شام میری مدد کے لیے قریب آتے اور مجھے زندگی کی خوراک دے کر چلے جاتے، پس وہ ان لوگوں کے ساتھ وہاں سے چلا اور حضرت شیخ میٹھے مدار قدس سرہ کے قدم پہ اپنا سر رکھ دیا اور اور اخیر وقت تک ان کی خدمت سے جدا نہ ہوا۔[1]

آپ حضرت قطب المدار قدس سرہ کی دعا سے متولد ہوئے، اور بارگاہ مدار سے آپ کو روحانی فرزند ہونے کا اعزاز ملا، آپ کی ولادت کے تفصیلی احوال بحر زخار اور ثمرات القدس میں مذکور ہیں، حضرت بدخشی نے آپ کے ولادت کے احوال میں یہ بھی درج کیا ہے کہ حضرت قطب المدار نے قاضی محمود کو اپنا خرقہ، دستار اور برقع بطور امانت عطا فرمائے، اور حضرت میٹھے مدار کی تعلیم و تربیت کے بعد انھیں عطا کرنے کی وصیت کی، بحر زخار میں بھی اس کی قدرے وضاحت ہے، البتہ صاحب ثمرات القدس کے مطابق آپ حضرت میٹھے مدار کی ولادت سے قبل وصال فرما گئے تھے، جب کہ بحر زخار سے معلوم پڑتا ہے کہ آپ ان کی ولادت کے وقت باحیات تھے، بہر صورت اگر خرقے والی روایت مبنی بر صواب ہے تو یہ کہنا درست ہوگا کہ حضرت میٹھے مدار حضرت قطب المدار کے بھی خلیفہ ہیں، لہٰذا ثمرات القدس اور بحر زخار میں آپ کو خلیفۂ مدار اعظم قدس سرہ تحریر کیا گیا۔ مگر اس میں کوئی شش و پنج نہیں کہ حضرت میٹھے مدار اپنے والد گرامی قاضی محمود کنتوری کے بلاواسطہ خلیفہ اور فیض یافتہ تھے، اور آپ اسی سند کو ترجیح دیتے تھے، جیسا کہ خود حضرت میٹھے مدار کے خلیفہ حضرت قطب عالم عبد الجلیل چوہڑ بندگی لاہوری متوفی ۹۱۰ھ فرماتے ہیں:

”قطب العالم فرمودند کہ پوشیدم خرقۂ صوفیہ سلسلہ مداریہ از حضرت شیخ مٹھہ مدار وایشاں از پیر خود شیخ محمود سر برہنہ پوشیدند و از حضرت

---

[1] ثمرات القدس من شجرات الانس، ص:۲۸، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور ۱۰۰۹ھ

سلطان الاولیا بدیع البیان بدیع الدین شاہ مدار وایشاں از ایں الخ..."[1]

ترجمہ: قطب عالم شیخ عبد الجلیل نے فرمایا کہ میں نے خرقۂ صوفیہ سلسلہ مداریہ حضرت شیخ مٹھے مدار سے پہنا، انھوں نے اپنے پیر شیخ محمود سر برہنہ سے، اور انھوں نے حضرت سلطان الاولیا بدیع البیان بدیع الدین شاہ مدار سے پہنا الخ...

حضرت مٹھے مدار قدس سرہ نے دس جمادی الاول ۹۴۲ھ میں وصال فرمایا، اور کنتور میں سپرد خاک کیے گئے، ظہیر الابرار میں ظہیر سہسوانی لکھتے ہیں:

"وفات حضرت ممدوح کی تاریخ دہم جمادی الاول ۹۴۲ ہجری میں ہوئی، مزار آپ کا کنتور شریف میں ہے، قطعۂ تاریخ وفات ؎

شاہ مٹھی مدار قبلۂ دیں عزم فرمود چوں بخلد بریں
سال نقلش شد از سر الہام رفت باوے دین بہ علیین"[2]

حضرت سید ابوالخیر نولکھ ہزاری

اصل نام سید علی مراد ہے، یادرگار سہروردیہ کے مطابق آپ نے اپنی زندگی میں نو لاکھ ایک ہزار بار قرآن مجید ختم کیا، اسی لیے نولکھ ہزاری مشہور ہوئے،[3] مگر حقیقت یہ ہے کہ حضرت شیخ ابوالحسن مٹھن مداری کنتوری قدس سرہ نے نولاکھ ایک ہزار مرتبہ اسم اعظم کی تلقین پر آپ کو یہ خطاب عطا کیا، جیسا کہ خود آپ کی خانقاہ کے سجادہ نشین صاحب زادہ علی رضا مجاور لکھتے ہیں:

"قصۂ مختصر کہ آپ نے دریاے نیلم کے کنارے آب رواں میں کھڑے ہو کر ثابت قدمی اور استقلال سے قرآن پاک (اسم اعظم) کی

---

[1] تذکرۂ قطبیہ، ص:۱۰۵، مصنف: خلیفۂ قطب عالم شیخ عبد الجلیل علیہ الرحمہ، ناشر نامی متولی، سال تصنیف:۹۴۶ھ

[2] ظہیر الابرار، ص:۱۳۴، باب سیز دہم، مطبع منشی نول کشور لکھنؤ ۱۹۰۰ء

[3] یاد گار سہروردیہ، ص:۶۷۶، مطبوعہ لاہور

مطلوبہ مقدار نو لکھ ہزار مرتبہ تلاوت کی، وظیفہ ختم ہونے پر دریا کی
پنہائیوں سے نکل کر زمین کی وسعتوں پر جلوہ افروز ہوئے، مشائخ
عظام خصوصا حضرت سید حسین شرف الدین سید مٹھن شاہ قبلہ
مداری کو جب روحانی تصرف کے ذریعہ اس مجاہدۂ عظیم کا علم ہوا تو
آپ نہایت شدت سے انتظار فرمانے لگے، جب آپ مراجعت فرما کر
واپس تشریف لائے، تو تمام اقطاب عالم و اولیائے عظام اور حضرت
سخی مٹھن شاہ قبلہ نے آپ کو اس مجاہدۂ عظیم پر بے حد سراہا اور تحسین
سے استقبال کیا، تمام عالم کے سامنے آپ کو نو لکھ ہزاری کے خطاب
مستطاب سے نوازا گیا"[1]

ایسا ہی قاضی قدیر الدین نے اپنی کتاب تصوف کی اصل حقیقت میں لکھا ہے۔
اور حضرت شیخ مٹھے مدار قدس سرہ نے ہی آپ کو ساندل بار بھیجا اور اسے آپ کا مقام متعین کیا، جسے سہروردی تذکرہ نگار حضرت شیخ عبد الجلیل مداری سہروردی قدس سرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، جب کہ یہ سراسر غلط ہے، اس سلسلے میں صاحب سجادہ علی رضا مجاور کی تحریر ہی قول فیصل رکھتی ہے، چناں چہ وہ ایک شیر اور گھوڑے کا واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اس واقعے کے بعد سخی مٹھن شاہ نے فرمایا کہ آپ کی ولایت ظاہر ہو
گئی ہے، لہذا آپ ساندل بار تشریف لے جائیں، ساندل بار کا علاقہ
تیرتھ گڑھ آپ کی ولایت ہے، وہیں آپ کا مقام ہے، درج بالا
ہدایات کی روشنی میں حضور سید مراد علی شاہ بخاری مخدوم قبلہ ساندل
بار تشریف لائے۔"[2]

---

[1] بحر مراد، ص:۴۴، مطبوعہ لاہور ۲۰۱۵
[2] بحر مراد، ۴۳، مطبع سابق

اس کی تائید احمد غزالی کی کتاب ساندل بارسے بھی ہوتی ہے۔

آپ کو حضرت مٹھے مدار قدس سرہ سے سلسلہ مداریہ میں اجازت و خلافت حاصل تھی، اس نسبت پر آپ کو بہت فخر تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ بھی مشائخ مداریہ کی طرح صمدیت مآب نظر آتے ہیں، بعض نے آپ کو سہروردی سلسلے میں بھی مجاز لکھا ہے، مگر صاحب سجادہ علی مجاور نے راقم السطور کو بتایا کہ حق یہ ہے کہ آپ صرف سلسلہ مداریہ کے ہی بزرگ ہیں، دوسرا سلسلہ خانقاہ میں غیر متصور ہے، لیکن تذکرہ قطبیہ سے معلوم پڑتا ہے، کہ آپ کو سہروردی بزرگ سے بھی نسبت رہی، مثلاً اس میں مندرج ہے:

> ”شاہ ابوالخیر بن سید عمر حسینی رحمۃ اللہ علیہ شیخ مٹھے مدار کے مریدوں میں سے تھے، آپ اپنے وقت کے شہباز ولایت تھے، مگر اکثر عالم سکر میں رہتے تھے، ایک مرید نے شیخ مٹھے مدار سے عرض کی، حضرت شاہ ابوالخیر پر ہمیشہ بے خودی کا عالم طاری رہتا ہے، اگر ان جیسا مرد خدا عالم صحو میں ہوتا تو بہت سے لوگوں کو فیض پہنچتا، شیخ مٹھے مدار نے فرمایا کہ اسے میرے فرزند قطب العالم کے پاس لے جاؤ، ان کی صحبت میں یہ ہوش میں آجائے گا، اور اپنا بقیہ نصیبہ بھی ان سے وصول کر لے گا، لوگ حضرت شاہ ابوالخیر کو حضرت قطب العالم کے پاس لے کر آئے، آپ نے جیسے ہی دست مبارک سے ان کا کان پکڑا، وہ فوراً حالت صحو میں آگئے، اور جو فیض حاصل کرنا تھا حاصل کر لیا، مدت العمر آپ کی یہی حالت رہی کہ کبھی حالت صحو میں آجاتے تھے اور کبھی عالم سکر میں چلے جاتے۔“[1]

اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ آپ نے شیخ عبدالجلیل سے فیض پایا تو واضح رہے

[1] تذکرۂ قطبیہ، بحوالہ تذکرۂ رکن عالم، ص:۳۲۷، مطبوعہ قیصر الادب لودھراں ملتان

کہ شیخ عبد الجلیل بھی حضرت شیخ مٹھن مداری قدس سرہ سے سلسلہ مداریہ میں خلافت یافتہ تھے، جس کا ذکر سابق میں بالدلائل گزرا، یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ سہر وردی تذکرہ نگاروں نے انھیں فقط سہر وردی ثابت کرنا چاہا، مداری نسبت کو مردہ شکل دینے کی کوشش کی، اور یہ بھی حق ہے کہ مداری سلسلے سے مشائخ مداریہ پر کوئی مہتم بالشان کام سرانجام نہ ہو سکا، نتیجۃً مداری مشائخ پر دوسری نسبتیں غالب کر دی گئیں۔ بہر کیف حضرت ابو الخیر نولکھ ہزاری قدس سرہ پر سلسلہ مداریہ غالب رہا، جس کی تائید صاحب سجادہ اور خانقاہی دیگر نوشتہ جات سے بھی ہوتی ہے، مثلا خانقاہ شریف کے ایک قدیم نوشتہ میں مندرج یہ سندھی اشعار ملاحظہ ہوں:

"لجپال سخی سرکار مری ہوں عاشق نور نظارے کا
مناور ہے نو لکھ ہزاری پیر سخی جگ سارے کا
شاہ سید گھر نور جگّے شاہ قاری تیس سپارے کا
مخمور کیا سخی مٹھن شاہ جو رہبر پیر ہمارے کا

توئیں غفور کا نور بھَیو محبوب نبی سردار کیا
ہے سرور پاک نبی اکرم دو عالم کا مختار کیا
حیدر صفدر شاہِ جلی علی شیر امیر قرار کیا
حسن حسین کا ورد ہُووَے سخی واہ واہ راضی یار کیا
گھر سید عمبر مہتاب ہویا رب ظاہر وچ سنسار کیا
آگے نور الیقین سے پاک سید واہ فیض چا پیر مدار کیا[1]

خانقاہ شریف کے مجاور و سجادہ نشین صاحب زادہ علی رضا مجاور صاحب نے راقم الحروف کو بتایا کہ آج بھی ہمارے سن رسیدہ مشائخ کو ایسے قدیم سندھی اشعار ازبر ہیں،

---

[1] موروثی نوشتہ، مملوکہ علی رضا مجاور صاحب سجادہ درگاہ نولکھ ہزاری

جن میں حضرت شیخ مٹھے مداری بن قاضی محمود مداری کنتوری اور مدار پاک کا ذکر تکرار کے ساتھ مذکور ہے، اس سے معلوم پڑتا ہے کہ شیخ ابو الخیر نولکھ ہزاری قدس سرہ پر سلسلہ مداریہ غالب تھا، علاوہ ازیں تذکرہ شاہ رکن عالم، یاد گار سہر وردیہ وغیرہ میں آپ کی نسبت مداریہ کو اجاگر کیا گیا ہے، ذیل میں لاہور کے اولیاے سہر ورد سے مزید نقل کیا جاتا ہے، چناں چہ میاں محمد دین کلیم قادری زیب قرطاس ہیں:

"مجاوران شاہ ابو الخیر بتاتے ہیں کہ آپ کی ارادت سلسلہ مداریہ میں مٹھے مداری سے تھی"۔[1]

بحر مراد کے مطابق آپ کا سنہ ولادت ۸۴۵ھ اور سنہ وصال ۹۰۸ھ ہے، اس لحاظ سے آپ نے ۶۳ر سال کی عمر بابرکت پائی، شاہ کوٹ سندھ میں مرجع خلائق ہیں۔ أفاض اللہ علینا من فیوضہ العامۃ۔

اختتامیہ:

ان دو بزرگوں کی تذکرہ نگاری کے بعد بڑے وثوق کے ساتھ عرض ہے کہ گرو نانک جی حضرت سید علی مراد نولکھ ہزاری قدس سرہ کے مرید و مجاز تھے، جن سے انھیں جام مداریت خاص طور پر حاصل ہوا، یہ بات کئی جہات سے قابل اعتبار اور مستند ہے، مؤرخین و محققین نے بالعموم یہ وضاحت کی ہے کہ بابا گرو نانک ایک سید کی دعا سے متولد ہوئے، جن کا نام سید مراد ابو الخیر نولکھ ہزاری ہے، چناں چہ خواجہ محمد عبد اللہ بن عبدہ حسنی حسینی کتاب بت شکن میں لکھتے ہیں:

"بابا گرو نانک ایک مرد مومن ولی اللہ تھے، ایک مرد مومن ولی اللہ نے پیدائش سے پہلے ہی آپ کے والد کو آپ کی بشارت دی تھی۔"[2]

---

[1] لاہور کے اولیاے سہر ورد، ص:۱۰۸، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ۱۹۶۹ء

[2] بت شکن گرو نانک، ص:۱۱

اسی طرح احمد غزالی ساندل بار کی تاریخ میں لکھتے ہیں:

"ایک باباکالوجی جو لاولد تھے، حضرت بابانو لکھ ہزاری کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور دعا کی درخواست کی، بعد دعا بابا نو لکھ ہزاری نے انھیں بچے کی پیدائش کی خوش خبری سنائی، اس لوک روایت کے مطابق گرونانک حضرت بابانو لکھ ہزاری کی دعا سے پیدا ہوئے"[1]

کتاب اولیاے سہر ورد کا مصنف اس واقعے کو مورخ شریف احمد شرافت نوشاہی کے حوالے سے یوں لکھتا ہے:

"کالو کھتری ساکن تلونڈی جو قوم بھٹی کا دھڑ وائی تھا، اس نے جب شاہ صاحب کی تشریف آوری اور راے بلاور کے حق میں دعا کرنا سنا تو وہ بھی حاضر خدمت ہوا اور عرض کی شاہ صاحب میرے ہاں کوئی اولاد نہیں، آپ میرے حق میں دعا فرمائیں، چنانچہ آپ نے اسے بشارت دی کہ خدا تعالیٰ تمھارے ہاں لڑکا عطا کرے گا، اس کا نام نانک رکھنا وہ درویش آدمی ہو گا اور اس کا نام زمانے میں مشہور ہو گا، چنانچہ اس کے بعد کالو کھتری کے ہاں نانک پیدا ہوئے، جو بعد میں بنام گرو نانک یا بابا نانک مشہور ہوئے اور شاہ ابو الخیر کی پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی"

مزید لکھتے ہیں:

"راے بلاور بھٹی نے اپنی مملوکہ زمین سے اٹھارہ ہزار گھماوں زمین بابا نانک کو دے دی، اس غرض سے کہ یہ میرا پیر بھائی ہے، اور ہم دونوں ایک ہی بزرگ یعنی شاہ ابو الخیر نو لکھ ہزاری کے مرید ہیں، چنانچہ آج تک وہ زمین گوردوارہ ننکانہ صاحب کے نام متوارث چلی آتی ہے"[2]

---

[1] ساندل بار وسطی پنجاب کی کہانی، ص:۲۹۱، ناشر فروز سنز۱۹۸۷ء

[2] لاہور کے اولیاے سہر ورد، ص:۱۱۰، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

مزید برآں بابا گرو نانک کے دست خاص سے آویزاں کردہ ایک کتبہ بھی ان کے پیر کا پتہ دیتا ہے، جو انھوں نے سفر بغداد کے دوران لگایا تھا، جس کا نقشہ یہ ہے:

اس کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

"گرو مراد وفات پا گئے، بابا نانک فقیر نے اس عمارت کی تعمیر میں ہاتھ بٹایا جو ایک نیک مرید کی طرف سے اظہار عقیدت کے طور پر تھا، تاریخ ۹۲۷ ہجری"

اس کتبے سے استفادہ کرتے ہوئے مسٹر بینر جی نے اپنی کتاب ایولش آخروی خالصہ میں تحریر کیا:

"سنت گرو نانک دیو جی کا گرو ایک مسلمان فقیر تھا، جس کا نام مراد تھا"[1]

اس کے علاوہ روزنامہ اوصاف، رسالہ سن سپاہی امرتسر ۱۹۶۸ء، ماہنامہ خواجگان وغیرہ میں تفصیل ملتی ہے کہ آپ نو لکھ ہزاری نامی ایک سید کی دعا سے متولد ہوئے اور

---

[1] بابا گرو نانک ایک درویش خدا مست، ص:۱۱۱، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

بعد میں انھی سے شرف بیعت واجازت حاصل کیا۔
میاں حامد محمود چشتی جو کہ نسب اور تاریخ پر اچھی گرفت رکھتے ہیں، آپ کا شجرۂ مداریہ بایں طور رقم کرتے ہیں:

"باباگرونانک دیو (حاجی عبدالرشید)(م۱۵۳۹)
سید مراد بخاری نولکھ ہزاری(م۱۵۱۳)
شیخ مٹھن مداری کنتوری
قاضی محمود کنتوری
سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار(م۱۴۳۴)الی آخرہ۔۔۔"[1]

سعید الرحمٰن ایڈووکیٹ باباگرونانک پر اپنے ایک مضمون میں بڑی نفیس گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"مسلم صوفیہ میں بھی سلسلہ مداریہ کی ایک شاخ جو سلسلہ ملنگان کہلاتی ہے، جس کے بانی خلیفہ قطب المدار حضرت سید جمال الدین جان من جنتی(م۹۵۱ھ) ہیں، جو حضور غوث پاک کے حقیقی بھانجے تھے، اس سلسلے کے وابستگان بھی بال نہیں کٹواتے ہیں، باباگرونانک بنیادی طور پر حضرت سید مراد بخاری المعروف نولکھ ہزاری جن کا سلسلہ طریقت مداریہ سہروردیہ تھا کے مرید تھے، حضرت سید مراد بخاری کے پیر و مرشد سلسلہ مداریہ کے بزرگ حضرت شیخ مٹھن مداری کنتوری تھے، اغلبا ہے کہ مداریہ سلسلے کے زیر اثر باباگرونانک نے بھی بال نہ کٹوانے کی روایات کی پاسداری کی ہوگی"[2]

اسی طرح ایک مضمون بنام ٹلہ جوگیان بال ناتھ جہلم میں میاں صابری صاحب

---

[1] رقعۂ محققۂ میاں حامد محمود چشتی وعلی حسن ہاشمی
[2] مقالہ "باباگرونانک(۱۴۶۹-۱۵۳۹ء) سکھ مت کے بانی"، سعید الرحمٰن ایڈووکیٹ، غیر مطبوعہ

لکھتے ہیں:

"بال ناتھ کا دور جوگیوں کے عروج کا زمانہ تھا، تصوف کے ایک عظیم روحانی سلسلہ مداریہ کے ایک بزرگ حضرت شیخ جمال الدین جان من جنتی المعروف جمن جتی جو کہ حضرت شیخ بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے مرید اور ان کی والدہ پیران پیر غوث الاعظم کے خاندان میں سے تھیں، آپ کا روحانی مقابلہ جوگی بال ناتھ کے ساتھ گجرات کی پہاڑیوں میں ایک محتاط اندازے کے مطابق ۱۴۱۴ء تا ۱۴۲۴ء کے درمیان ہوا، بال ناتھ جوگی کو اس مقابلے میں شکست ہوئی اور انھوں نے حضرت جمن جتی کو اپنا روحانی گرو تسلیم کیا اور سلسلہ مداریہ میں داخل ہوئے اور مداری سلسلے کا مچ (آگ کا الاؤ) حاصل کیا۔ جوگی بال ناتھ نے جہلم میں موجود اسی ٹلہ جوگیان کو اپنا مستقل مسکن بنایا، اسی کی نسبت سے اسے ٹلہ بال ناتھ بھی کہا جانے لگا، اور سلسلہ مداریہ کا مشہور مچ اس خطہ پوٹھوہار میں آپ نے ہی متعارف کرایا، بابا گرو نانک جو کہ حضرت بابا نولکھ ہزاری کے مرید و خلیفہ تھے، جوگی بال ناتھ بھی چوں کہ سلسلہ مداریہ میں بیعت ہو گئے تھے تو بابا گرو نانک نے اسی نسبت سے ٹلہ بال ناتھ جوگیان کا سفر کیا اور وہاں چلہ کشی کی"[1]

ان تمام حوالہ جات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بابا گرو نانک کرتارپوری حضرت سید علی مراد ابو الخیر نولکھ ہزاری قدس سرہ سے مرید و مجاز تھے اور انھیں سلسلہ مداریہ سے خاص ربط و اتصال تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ نے جنم ساکھی میں کئی مقامات پر خود کو ملنگ اور اپنے پیر کو زندہ پیر سے یاد کیا، مثلاً ایک مقام ہے:

---

[1] غیر مطبوعہ

بانی سچ خدائیدے
کہے نانک شا ملنگ [1]

اور یہ واضح ہے کہ ملنگ گیری سلسلہ مداریہ کا ہی خاصہ ہے، تفصیل کے لیے فیروز اللغات اور میری کتاب تذکرہ مشائخ مداریہ جلد اول ملاحظہ کریں، نیز سر دست سردار بہادر کابن سنگھ جی مابھ کا یہ اقتباس بھی پڑھ لیں:

"ملنگ مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے جو زندہ شاہ مدار سے شروع ہوا ہے" [2]

اسی طرح آپ اپنے پیر کے ذکر میں لکھتے ہیں:

"وڈا پانی جیو ہے جیا جیو کہائے
زندہ پیر بکھانئے سب کا وڈا کہائے" [3]

اسی طرح گرونانک کے فالوور گرو گوبند سنگھ نے ظفرنامہ اور دسن گرنتھ مین حضرت قطب المدار کا ذکر کیا ہے، چناں چہ موہن سنگھ گرو گوبند سنگھ کے متعلق لکھتے ہیں:

"He makes mention of medieval Muslim saints, Muin al-din and Shah madar and the classical Persian poet Firdausi" [4]

ترجمہ: گرو گوبند سنگھ نے وسطی عہد کے مسلم سنتوں کا بھی ذکر کیا ہے مثلاً معین الدین، شاہ مدار اور قدیم فارسی شاعر فردوسی۔

یہ مفصل گفتگو واشگاف کرتی ہے کہ بابا گرونانک کو سلسلہ مداریہ سے خاص ارتباط تھا، چوں کہ آپ کو اپنے محسن سید مراد نو لکھ ہزاری قدس سرہ سے مداری

---

۱ جنم ساکھی بھائی بالا، ص:۲۰۸
۲ ترجمہ از مہان کوش ص:۲۸۶۶
۳ جنم ساکھی، ص:۲۳۹

[4] Transaction,vol:4,p:255, Indian Institute of Advanced study,1967

سلسلہ حاصل تھا، جو حضرت سید مٹھن مداری قدس سرہ سے نسبت مداریہ سے سرفراز تھے، حضرت مٹھن مداری قدس سرہ فقط ایک واسطے سے سید احمد بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ سے جا ملتے ہیں، تفصیل سابق میں گزر چکی ہے، انھی چند باتوں پر اکتفا کرتا ہوں، مزید تحقیقات سامنے آئیں، تو نئے مضمون میں پیش کی جائیں گی ان شاء اللہ عزوجل۔ اللهم ثبت قلبي على دينك و اغفر لي و لوالدي بحق نبيك صلى الله تعالى عليه و آله و سلم.

ہاشم بدیعی مصباحی

۲؍ربیع الاول ۱۴۴۵ھ بمطابق ۱۸؍ستمبر ۲۰۲۳

دین دیال سنگھ پبلک لائبریری آئی-ٹی-او، نئی دہلی

misbahimohdhashim@gmail.com